السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ھدایۃ النجدین

فی

حکم المعانقۃ والمصافحۃ بعد العیدین

[تنقیح المسائل (مخطوطہ اردو، زیر رقم ۲۲۹ خدابخش لائبریری پٹنہ، ورق ٦ ب۔ ۸ب) یہ فتویٰ مطبع احسن المطابع محلہ گوبند عطار (پٹنہ) سے چھوٹے سائز کے سولہ صفحات پر شائع ہوا تھا، اس پر سنہ طباعت درج نہیں۔ [ع، ش)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وأصحابہ وأزواجہ أجمعین۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مصافحہ ومعانقہ کے بارے میں جو خاص کر کے عیدین میں بعد نماز کے ہوتا ہے؟ اور مصافحہ اور معانقہ کا ایک ہی حکم ہے یا کوئی فرق ہے؟ اور ان دونوں کا کون سا وقت اور موقع ہے؟ جواب اس کا حدیث اور فقہ سے دیا جائے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ (یوسف: ۴۰) ''حکم صرف اللہ عظیم ہی کا چلتا ہے۔''

جاننا چاہیے کہ مصافحہ کرنا وقت ملاقات کے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ پس جب اور جس وقت دو مسلمان ملاقی ہوں، دونوں بعد سلام کے مصافحہ کریں۔ سنن الترمذی میں ہے:

''عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ ﷺ: ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان إلا غفر لھما قبل أن یتفرقا'' قال الترمذي: ''حدیث حسن'' (سنن الترمذي، رقم الحدیث ۲۷۲۷)

''براء بن عازب کے واسطے سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کی علاحدگی سے قبل ان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔''

''وعن حذیفة بن الیمان عن النبی ﷺ قال: إن المؤمن لقی المؤمن فسلم علیہ، وأخذ بیدہ تناثرت خطایاھما کما تتناثر ورق الشجر۔'' رواہ الطبرانی فی الأوسط، وسندہ حسن۔ (المعجم الأوسط ۱ ۸۴)

''حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مومن، مومن سے ملاقات کرتا ہے اور اس کو سلام کرتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ان دونوں کے گناہ اس طرح سے جھڑتے ہیں، جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے اور اس کی سند حسن ہے۔''

''وعن سلمان الفارسی أن النبی ﷺ قال: ((إن المسلم إذا لقی أخاہ فأخذ بیدہ تحاتت عنھما ذنوبھما کما یتحات الورق عن الشجرة الیابسة)) رواہ الطبرانی بإسناد حسن، قالہ المنذري۔ (المعجم الکبیر ٦ ۲۵٦) الترغیب والترھیب ۳ ۲۹۱)

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان جب اپنے بھائی سے ملتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ان دونوں کے گناہ جھڑتے ہیں، جیسے خشک درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ اس کی روایت طبرانی نے حسن سند کے ساتھ کی ہے، جیسا کہ منذری نے کہا ہے۔''

اور سلام ومصافحہ وقت رخصت کے بھی بعض روایات میں آیا ہے۔

''عن أبی ھریرة قال قال رسول اللہ ﷺ: ((إذا انتھی أحدکم إلی المجلس فلیسلم فإذا أراد أن یقوم فلیسلم فلیست الأولیٰ بأحق من الآخرة)) رواہ أبوداود والترمذي، وحسنہ، والنسائی، ولفظ ابن حبان فی صحیحہ: إذا جاء أحدکم إلی المجلس فلیسلم فإن بدا لہ أن یجلس فلیجلس، وإن قام فلیسلم فلیست الأولیٰ بأحق من الآخرہ))۔ (سنن أبی داود، رقم الحدیث (۵۲۰۸) سنن الترمذي، رقم الحدیث (۲۷۰٦) سنن النسائی الکبریٰ (٦ ۱۰۰) صحیح ابن حبان ۲ ۲۴۷)

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مجلس میں جائے تو سلام کہے اور جب مجلس سے کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو بھی سلام کہے، کیونکہ پہلی سلام دوسری سے زیادہ حق دار نہیں ہے۔ اس کی روایت ابوداود اور ترمذی نے کی ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔ نسائی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ صحیح ابن حبان کے الفاظ ہیں کہ جب کوئی شخص مجلس میں آئے تو سلام کرے، جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے

اور اگر کھڑا ہو تو سلام کرے، کیونکہ پہلی سلام دوسری سے زیادہ حق دار نہیں ہے۔''

''وعن ابن مسعود عن النبی ﷺ قال: من تمام التحیۃ الأخذ بالید'' رواہ الترمذي۔ (سنن الترمذي، رقم الحدیث ٢٧٣٠)

''ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مکمل سلام و تحیہ ہاتھ کا پکڑنا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔''

اور معانقہ کرنا حضر میں ثابت نہیں، بلکہ منع ہے، ہاں جو سفر سے آئے، اس سے معانقہ کرنا مستحب ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

''عن أنس قال قال رجل: یا رسول اللہ ﷺ الرجل منا یلقی أخاہ أو صدیقہ أینحنی لہ؟ قال: لا، قال: أفیلتزمہ ویقبلہ؟ قال: لا، قال: فیأخذ بیدہ ویصافحہ؟ قال: نعم'' رواہ الترمذي وابن ماجہ، قال الترمذي: ''ھذا حدیث حسن'' (سنن الترمذي، رقم الحدیث ٢٧٢٨، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ٣٧٠٢)

''انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول: ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یا دوست سے ملتا ہے تو کیا وہ اس سے جھک کر ملے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے پوچھا: کیا وہ اس کو چمٹا لے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔''

''وعن عائشۃ قالت: قدم زید بن حارثۃ المدینۃ، ورسول اللہ ﷺ فی بیتی، فأتاہ فقرع الباب، فقام إلیہ رسول اللہ ﷺ عریانا یجر ثوبہ، واللہ ما رأیتہ لا قبلہ ولا بعدہ عریانا فاعتنقہ وقبلہ۔'' رواہ الترمذي۔ (سنن الترمذي، رقم الحدیث ٢٧٣٢)

''عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: زید بن حارثہ مدینے آئے تو رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے، وہ میرے گھر آئے اور دستک دی تو رسول اللہ ﷺ اسی حالت میں اپنے کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے کھڑے ہو کر ان کے پاس گئے۔ بخدا میں نے اس کے پہلے یا اس کے بعد آپ ﷺ کو اس حالت میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو گلے لگایا اور ان کا بوسہ لیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔''

''وعن أنس قال: کان أصحاب النبی ﷺ إذا تلاقوا تصافحوا وإذا قدموا من سفر تعانقوا'' رواہ الطبرانی، قال المنذري فی الترغیب: ''ورواتہ کلھم محتج بھم فی الصحیح۔'' (المعجم الأوسط ١ ٣٧، الترغیب والترھیب ٣ ٢٩٠)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت ہے کہ اصحاب نبی ﷺ جب آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے اور جب سفر سے لوٹتے تو معانقہ کرتے۔ اس کی روایت طبرانی نے کی ہے اور مندری نے ''الترغیب'' میں کہا ہے کہ اس کے تمام راوی صحیح میں حجت پکڑے گئے ہیں۔''

امام نووی نے شرح صحیح مسلم اور کتاب الاذکار میں لکھا ہے:

''والمعانقۃ وتقبیل الوجہ لغیر القادم من سفر ونحوہ مکروھان، نص علی کراھتھما أبو محمد البغوي'' انتھی (شرح صحیح مسلم للنووي ١٥ ١٩٣، الأذکار ص: ٣٣٦)

''ایسے شخص کا معانقہ اور چہرے کا بوسہ لینا جو سفر وغیرہ سے واپس نہیں آرہا ہو، مکروہ ہے۔ اس کی کراہت کی صراحت ابو محمد بغوی نے کی ہے۔ ختم شد۔''

وھکذا قال الطیبی فی شرح المصابیح، وعلی القاري فی المرقاۃ شرح المشکاۃ۔ (شرح الطیبی ١٠ ٣٠٥٩، مرقاۃ المفاتیح ۴۶۷۷)

''ایسی ہی بات طیبی نے ''شرح المصابیح'' میں کہی ہے اور ''المشکاۃ'' کی شرح ''المرقاۃ'' میں علی القاری نے کہی ہے۔''

اور شیخ عبد الحق دہلوی، شرح فارسی مشکوۃ میں لکھتے ہیں:

''مختار مذہب ہمیں است کہ معانقہ و تقبیل در قدوم از سفر جائز است بے کراہت۔'' انتھی (أشعۃ اللمعات ۴ ۲۵)

''پسندیدہ مسلک یہ ہے کہ سفر سے آتے وقت بوسہ اور معانقہ بغیر کراہت کے جائز ہے۔''

اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

''یکرہ المعانقۃ'' انتھی (فتاویٰ قاضی خان ١ ١٠٠)

''معانقہ مکروہ ہے۔ ختم شد۔''

اور مدخل شیخ ابن الحاج مالکی میں ہے:

''وأما المعانقۃ فقد کرھھا مالک۔'' انتھی (المدخل لابن الحاج ٢ ٢٨٨)

''رہا معانقہ تو اس کو مالک نے مکروہ کہا ہے۔''

پس علماء حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ کے نزدیک معانقہ کرنا ایسے شخص سے جائز ہے، جو کہ سفر سے آتا ہو اور سوائے اس کے مکروہ ہے۔

باقی رہا مصافحہ و معانقہ بعد نماز عیدین کے، پس اس کا جواب یہ ہے کہ معانقہ و مصافحہ کرنا بعد نماز عیدین کے ناجائز و بدعت ہے اور یہ بدعت اگرچہ مدت قدیمہ سے جاری ہے، مگر زمانہ قرون ثلاثہ میں اس کا وجود نہیں تھا، بعد قرون ثلاثہ کے یہ بدعت حادث ہوئی ہے۔ اور لوگوں کی یہ حالت ہے کہ مصلیٰ یا مسجد میں عیدین کے دن نماز کے لیے جمع ہوتے ہیں اور سارے لوگ ایک جا موجود رہتے ہیں اور ایک کو دوسرے سے ملاقات ہوتی ہے، مگر وقت ملاقات کے سلام اور مصافحہ کچھ بھی نہیں کرتے، گویا وقت ملاقات کے یہ مسنون ہی نہیں ہے، پھر جہاں نماز سے فرصت ہوئی، ہر شخص نے مصافحہ یا معانقہ کرنا شروع کیا، گویا وقت مسنون اب آیا اور اس مصافحہ و معانقہ کو لوگ سنت صلوٰۃ عیدین کی سمجھتے ہیں۔ پس یہ مصافحہ و معانقہ جو اس خصوصیت کے ساتھ بعد نماز عیدین کے ہوتا ہے، بلاشک بدعت و محدث فی الدین ہے۔ اور معانقہ کا حال تو اوپر معلوم ہوا کہ وقت قدوم مسافر کے مسنون ہے اور سوائے اس کے مکروہ ہے۔ پس معانقہ بعد صلوۃ العیدین یہ بھی مکروہ ہوگا اور اس تخصیص کے ساتھ علاوہ کراہت کے بدعت بھی ہوگا۔

شیخ احمد بن علی حنفی رومی نے ''مجالس الأبرار و مسالک الأخیار'' میں لکھا ہے:

''المجلس الخمسون في بيان المصافحة وفوائدها وبدعيتها في غير محلها۔ قال قال رسول الله ﷺ: ((ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان إلا غفر لهما قبل أن يتفرقا)) فيثبت شرعية المصافحة عند لقاء المسلم لأخيه فينبغي أن توضع حيث وضعها الشرع۔ أما في غير حال الملاقاة مثل كونها عقيب صلوة الجمعة والعيدين كما هو العادة في زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى بلا دليل، وقد تقرر في موضعه أن ما لا دليل عليه فهو مردود ولا يجوز التقليد فيه، بل يرده ما روي عن عائشة أنه عليه السلام قال: ((من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد)) أي مردود۔ فإن الاقتداء لا يكون إلا بالنبي عليه السلام، إذ قال الله تعالى: وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: ٧) وقال في آية أخرى: فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النور: ٦٣) على أن الفقهاء من الحنفية والشافعية والمالكية صرحوا بكراهتها وكونها بدعة۔'' (خزينة الأسرار ترجمة مجالس الأبرار ص: ٣١٦)

''یعنی اور بدون وقت ملاقات کے جیسے بعد نماز جمعہ اور عیدین کے جو اس زمانے میں عادت جاری ہے، سو حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ پس یہ بلا دلیل ہے اور اپنی جگہ میں یہ ثابت ہے کہ جس امر کی کچھ دلیل نہیں ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہے، اس میں پیروی جائز نہیں۔ بلکہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ہی رد ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے کچھ نئی بات نکالی ہمارے اس دین میں جو دین سے نہیں ہے سو وہ سب رد ہے۔ یعنی مردود ہے، کیونکہ پیروی سوائے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی کی نہیں۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور جو دے تم کو رسول لے لو اور جس سے منع کرے اس کو چھوڑ دو'' اور ایک آیت میں فرمایا: ''سو ڈرتے رہیں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اس کے حکم کا، کہ پڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو عذاب دردہینے والا''۔ علاوہ یہ ہے کہ فقہا حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبوں نے اس مصافحہ کو صاف مکروہ کہا ہے اور بدعت بتایا ہے۔

قال في الملتقط: ''يكره المصافحة بعد الصلوة بكل حال، لأن الصحابة ما صافحوا بعد الصلوة، ولأنها من سنن الروافض۔'' (دیکھیں: رد المحتار ٦ ٣٨١)

''ملتقط میں ہے کہ مصافحہ بہرحال نماز کے بعد مکروہ ہے، اس واسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز کے بعد مصافحہ نہیں کیا اور اس لیے کہ یہ طریقہ رافضیوں کا ہے۔''

وقال ابن حجر من الشافعية: ''ما يفعله الناس من المصافحة عقيب الصلوات الخمس بدعة مكروهة، لا أصل لها في الشعرية المحمدية، ينبه فاعلها أولا بأنها بدعة مكروهة، ويعزر ثانيا إن فعلها۔''

''ابن حجر مکی شافعی نے کہا ہے کہ یہ جو لوگ پنج گانہ نمازوں کے بعد مصافحہ کیا کرتے ہیں، بدعت مکروہہ ہے، شریعت محمدیہ ﷺ میں اس کی کچھ اصل نہیں۔ مصافحہ کرنے والے کو پہلے بتلانا چاہیے کہ یہ بدعت مکروہ ہے اور اگر ترک نہ کرے تو پھر تعزیر دینی چاہیے۔''

وقال ابن الحاج من المالكية في المدخل: ''ينبغي أن يمنع الإمام ما أحدثوه من المصافحة بعد صلوة الصبح، وبعد صلاة الجمعة، وبعد صلوة العصر، وبل زاد بعضهم فعل ذلك بعد الصلوات الخمس، وذلك كله من البدع، وموضع المصافحة في الشرع إنما هو عند لقاء المسلم لأخيه لا في أدبار الصلوت، فحيث وضعها الشرع يضعها، وينهى عنها ويزجر فاعلها لما أتى من خلاف السنة، وهذا التصريح منهم يشعر بالإجماع فلا يجوز المخالفة، بل يلزم الاتباع لقوله تعالى: وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا (النساء: ١١٥) ولو لم يصرح الفقهاء بكراهتها بل كانت مباحة في نفسها لحكمنا في هذا الزمان بكراهتها، إذا واظب عليها الناس، واعتقدوها سنة لازمة بحيث لا يجيزون تركها، حتى وصل إلينا من بعض من اشتهر بالعلم أنه قال: هي من شعائر الإسلام، فكيف يتركها من كان من أهل الإيمان؟ فانظروا يا أهل الإنصاف إذا كان اعتقاد الخواص هكذا فاعتقاد العوام ماذا يكون؟ وكل مباح أدى إلى هذا فهو مكروه۔'' انتهى (المدخل ٢ ٢١٩)

''اور ابن الحاج مالکی نے مدخل میں لکھا ہے: امام کو لازم ہے کہ مصافحہ سے جو بعد نماز صبح کے اور بعد نماز جمعہ کے اور بعد نماز عصر کے منع کر دے، بلکہ پنجگانہ نماز کے بعد کرنے لگے ہیں، یہ تمام بدعت ہے، کیونکہ شرع میں مصافحہ کا مقام صرف وقت ملاقات مسلم کا ہے بھائی مسلمان سے، نمازوں کے بعد نہیں ہے۔ پھر جس جگہ شرع نے مقرر کیا ہے اسی جگہ قائم رکھنا چاہیے، اور مصافحہ سے منع کرنا چاہیے اور مصافحہ کرنے والوں کو زجر کرنا چاہیے جبکہ خلافِ سنت کرنے لگیں۔ اور ان کی اس تصریح سے اجماع معلوم ہوتا ہے، جس کی مخالفت جائز نہیں ہے، بلکہ اتباع لازم ہے، واسطے قول اللہ تعالیٰ کے: ''اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کھل چکی اس پر راہ کی بات اور چلے خلاف سب مسلمانوں کی راہ سے، سو ہم اس کو حوالہ کریں جو اس نے پکڑے اور ڈالیں اس کو دوزخ میں، اور بہت بری جگہ پہنچا''۔ اور اگر فقہا اس مصافحہ کو صاف مکروہ نہ کہتے، بلکہ فی نفسہ مباح ہوتا تو بھی ہم اس زمانے میں کراہت کا حکم کرتے۔ اس لیے کہ لوگ اس پر جم گئے ہیں، اور اسے سنت لازمہ جانتے ہیں کہ اس کا ترک کرنا جائز نہیں رکھتے۔ یہاں تک کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے ایک شخص سے جو صاحب علم مشہور ہے، کہتا ہے کہ یہ مصافحہ اسلام کی نشانیوں میں سے ہے، جو ایمان والا ہے اس کو کیوں کر چھوڑ سکتا ہے؟ اب اے انصاف والو! دیکھو تو جب خواص کا یہ اعتقاد ہو تو عوام کا کیا ہوگا؟ اور جو امر مباح اس نوبت کو پہنچ جائے تو پھر وہ بھی مکروہ ہے۔''

اور کہا حافظ ابن القیم نے ''إغاثة اللهفان'' میں:

''إن العمل إذا جرى على خلاف السنة فلا اعتبار به، ولا التفات إليه، وقد جرى العمل على خلاف السنة منذ زمن طويل فإذن لا بد لك أن تكون شديد التوقي من محدثات الأمور، وإن اتفق عليه الجمهور، ولا يغرنك إطباقهم ما أحدث بعد الصحابة بل ينبغي لك أن تكون حريصا على التفتيش عن أحوالهم وأعمالهم فإن أعلم الناس وأقربهم إلى الله تعالى أشبههم وأعرفهم بطريقهم إذ منهم أخذ الدين، وهم الحجة في نقل الشريعة عن صاحب الشرع، ينبغي لك أن لا تبال بمخالفتك لأهل عصرك في موافقتك لأهل عصر النبي عليه الصلوة والسلام۔''

''یعنی عمل جب خلاف سنت ہونے لگتا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور نہ اس کی طرف کچھ التفات ہے۔ اور بے شک عمل برخلاف سنت مدت دراز سے جاری ہو رہا ہے، سو اب تجھ کو ضرور ہے کہ محدثات یعنی نئی نئی باتوں سے بہت ہی ڈرتا رہے، اگرچہ اس پر جمہور متفق ہوگئے ہوں۔ سو تجھ کو ان کا اتفاق نئے امور پر جو بعد صحابہ کے ہوگئے ہیں، فریب نہ دیدے، بلکہ تجھ کو یہ لائق ہے کہ بہ حرص تمام ان کے احوال و اعمال کو ڈھونڈھتا رہے۔ کیونکہ تمام لوگوں میں بڑا عالم اور بڑا مقرب خدا تعالیٰ کا وہ ہے جو صحابہ سے بہت مشابہ اور ان کے طریقے سے خوب واقف ہے، کیونکہ دین ان ہی سے حاصل ہوا ہے اور نقل شریعت میں وہی اصل ہیں۔ سو تجھ کو لائق ہے کہ اس کی کچھ پرواہ نہ کرے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موافقت کرنے میں اپنے زمانے کے لوگوں سے مخالفت ہوگی۔''

اور ''ردالمحتار حاشیۃ در مختار'' میں ہے :

''ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط أنہ تکرہ المصافحۃ بعد أداء الصلوات بکل حال لأن الصحابۃ رضی اللہ عنھم ما صافحوا بعد أداء الصلوۃ، ولأنھا من سنن الروافض۔'' انتھی (ردالمحتار ۶ ۳۸۱)

''تبیین المحارم میں ملتقط کے واسطے سے منقول ہے کہ نماز ادا کرنے کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے، کیونکہ صحابہ کرام نے نماز ادا کرنے کے بعد مصافحہ نہیں کیا اور اس لیے بھی کہ یہ (مصافحہ) روافض کی سنتوں میں سے ہے۔ ختم شد۔''

اور شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوۃ میں لکھا ہے :

''آنکہ بعضے مردم مصافحہ میکنند بعد از نماز یا بعد از نماز جمعہ چیزے نیست و بدعت است از جہت تخصیص وقت'' انتھی (أشعۃ اللمعات ۴ ۲۲)

''جو لوگ نماز کے بعد یا نماز جمعہ کے بعد مصافحہ کرتے ہیں، یہ دین میں نہیں ہے اور وقت کی تخصیص کی وجہ سے بدعت ہے۔''

اور کتاب مدخل شیخ ابن الحاج مالکی کی جلد دوم ''فصل فی المصافحۃ خلف الصلٰوۃ'' میں اس کی پوری بحث ہے اور عبارت اس کی اوپر گزری۔ اور بھی مدخل دوم ''فصل فی سلام العیدین'' میں ہے :

''وأما المعانقۃ فقد کرھھا مالک، وأجازھا ابن عیینۃ، أعنی عند اللقاء من غیبۃ کانت، وأما فی العیدین لمن ھو حاضر معک فلا، وأما المصافحۃ فإنھا وضعت فی الشرع عند لقاء المؤمن لأخیہ، وأما فی العیدین علی ما اعتادہ بعضھم عند الفراغ من الصلاۃ یتصافحون فلا أعرفہ۔'' انتھی (المدخل ۲ ۲۸۸)

''رہا معانقہ تو اس کو مالک نے مکروہ قرار دیا ہے اور ابن عیینہ نے جائز قرار دیا ہے، یعنی اس وقت جب کہ غیابت کے بعد ملاقات ہو۔ رہا عیدین کے موقع پر معانقہ، تو اس شخص سے جو تمہارے ساتھ نماز میں شریک تھا تو یہ جائز نہیں، کیونکہ شرع نے ایک مومن کے اپنے بھائی سے ملاقات کے وقت کے لیے مصافحہ مشروع کیا ہے اور عیدین کے موقع پر جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہے کہ نماز سے فراغت کے بعد مصافحہ کرتے ہیں، تو اس سلسلے میں کوئی دلیل میں نہیں جانتا۔ ختم شد۔''

یعنی معانقہ و مصافحہ بعد صلوۃ عیدین کے اس کی اصلیت ہم شرع سے نہیں پہچانتے ہیں۔ پھر علامہ ابن الحاج نے بعض علماء فاس ملک مغرب کا حال لکھا کہ

''أنھم کانوا إذا فرغوا من صلاۃ العید صافح بعضھم بعضا۔''

''وہ لوگ جب عید کی نماز سے فارغ ہوتے تو ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے۔''

اس کے بعد علامہ ابن الحاج نے ان لوگوں کے اس فعل کو رد کیا اور فرمایا :

''فإن کان یساعدہ النقل عن السلف فیا حبذا، وإن لم ینقل عنھم فترکہ أولی۔'' (مصدر سابق)

''اگر اس عمل کو سلف کے عمل سے تقویت ملتی ہے تو بہت مبارک ہے، لیکن اگر سلف سے اس بابت کچھ منقول نہیں ہے تو اس کا ترک کر دینا اولیٰ ہے۔''

یعنی ان علماءِ فاس کے اس عمل کا ثبوت سلف صالحین صحابہ و تابعین سے ہو تو بہت بڑی عمدہ بات ہے اور اگر ثابت نہ ہو تو اس کو چھوڑ ہی دینا بہتر ہے۔ اور اوپر معلوم ہوا کہ اس فعل کا ثبوت نہیں ہے، پس یہ فعل بدعت ہے اور عمل علماءِ فاس حجت نہیں ہے اور اوپر حافظ ابن القیم کی عبارت سے معلوم ہوا کہ جب عمل خلاف سنت ہونے لگتا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

پس حاصل کلام یہ ہوا کہ مصافحہ و معانقہ عید الفطر اور عید الاضحی کی نماز کے بعد بدعت ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب